حقیقی تعلیماتِ اسلامیہ امامیہ کا بے باک ترجمان

ماہنامہ

دقائق اسلام

سرگودھا

فروری ۲۰۱۶ء

زیرِ انتظام جامعہ علمیہ سُلطان المدارس الاسلامیہ

زاہد کالونی عقب جوہر کالونی سرگودھا
فون: 048-3021536

Website: www.sibtain.com Emails: smi51214@gmail.com Sultanulmadarisislamia@gm

باب الاعمال

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

اربابِ علم و معرفت پر مخفی و مستور نہیں ہے کہ تمام اِسلامی واجبات وفرائض میں سے اہم و افضل اوراعلیٰ و اشرف فریضہ امر بالمعروف ونہی از منکر ہے ۔اس کی فضیلت ومنزلت اور بجا آوری کی تاکید مزید اوراس کے ترک کرنے کی مذمت ومنقصت سے پورا قرآن اور سرکار محمدؐ وآل محمد علیہم کا پورا دفتر چھلک رہا ہے۔ اس کی بلندیٔ شان و رفعت مکان کو سمجھنے کے لیے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کا یہی ایک فرمان کافی ہے۔ فرماتے ہیں:

وما اعمال البر کلھا والجھاد فی سبیل اللہ عند الامر بالمعروف والنھی عن المنکر الاکنفثتہ فی بحر لجی

(نہج البلاغہ)

تمام نیکیاں مع جہاد فی سبیل اللہ کے) از روئے اجرو ثواب (امر بمعروف اورنہی از مُنکر کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے بحرِبے کنار کے مقابلہ میں پانی کا ایک قطرہ۔ اس قسم کی تمام آیات وروایات کا عدد احصاء تواس مختصر باب میں ممکن نہیں ہے۔ البتہ بطورِتبرک وتیمن وبطور ایقاظ علماء وتنبیہ عوام وامراء ذیل میں چند آیات درج کی جاتی ہیں اوران کے بعد چند مستند روایات پیش کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

فضیلت امر ونہی از روئے قرآن

اگر بنظر غائر اس سلسلہ میں وارد شدہ آیاتِ مبارکہ کا جائزہ لیا جائے تو وہ چند قسم کی نظر آتی ہیں۔

① بعض وہ ہیں جن میں اشارۃً اس فریضہ کی بجا آوری کی رغبت اوراس کے ترک کرنے کے انجام بد کا تذکرہ کیا گیا ہے اور:

② بعض میں صراحۃً اس کی بجا آوری کا تاکیدی والزامی حکم دیا گیا ہے اور:

③ بعض وہ ہیں جن میں اسے اہل ایمان کی لازمی صفت قرار دیا گیا ہے ہرسہ (۳) اقسام میں سے یہاں صرف ایک ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔

① ارشادِ قدرت ہے: والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنو وعملو الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ قسم ہے زمانہ کی کہ سب انسان خسارے میں ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اورنیک عمل بجالائے اور پھر ایک دوسرے کو حق کی وصیّت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیّت کرتے ہیں۔

اس سورہ مبارکہ میں امر بمعروف اورنہی از مُنکر کی طرف اشارہ ہے اور اس کے ترک کرنے کا نقصان بیان

کیا گیا ہے جو خیبت وخسران ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں اس کی تفسیر میں لکھا ہے: "فی وجوب التواصی الی الحق اشارہ الی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر" کہ اس حق وصبر کی وصیّت کرتے ہیں۔ امر بالمعروف اونہی عن المنکر کی طرف اشارہ ہے۔

② ارشاد ہوتا ہے: ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر واولئك ھم المفلحون (آل عمران) تمہارے درمیان ایک ایسا گروہ ہونا چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوں گے۔

اس آیت مبارکہ میں بطور امر) و(امر بمعروف اور نہی عن از مُنکر کو واجب اور اخروی فوز وفلاح کی اسی فریضہ کی ادائیگی میں منحصر قرار دیا گیا ہے۔

③ قرآن کہتا ہے: والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویوتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئك سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم (التوبہ) مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے حامی ومددگار ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں، وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں۔ ان پر خدا رحم وکرم فرمائے گا۔ بے شک خدا غالب اور حکمت والا ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں خالق حکیم نے کس خوبصورتی کے ساتھ علّت ومعلول کے طریقہ پر اہل ایمان کی چند اعلیٰ صفات لازمہ کا تذکرہ کیا ہے کہ چونکہ وہ مومن ہیں اس لیے ایک دوسرے سے اخوت ومحبّت کرتے ہیں اور باہمی محبّت کا لازمی امر یہ ہے کہ وہ امر بہ معروف اور نہی از مُنکر کرتے ہیں اور اس امر ونہی کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ وہ خالق کی عبادت وبندگی بجالاتے ہیں، اور چونکہ بندگی خلق وخالق کی خدمت کا نام ہے، اس لیے وہ نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ بھی دیتے ہیں، اور اس کارکردگی کا لازمی ثمرہ یہ ہے کہ وہ خدا ورسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں اور اس اطاعت کا لازمی انجام خدائے رحمٰن کی رحمت بے پایاں کا حصول ہے جو ان کے شامل حال ہے۔ حقیقت الامر تو یہ ہے کہ اگر قرآن میں تفکر وتدبر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امت محمدیہ کے خیر الامم ہونے کا راز ہی ان کی اسی صفت کا مرہونِ منت ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ رب العزت ہے: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر و تومنون باللہ (آل عمران) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی ہدایت کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ تم لوگوں کو اچھائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو۔

باب التفسیر

منافقت کی مذمّت

اور ہر دور کے منافقوں کی روش و رفتار کا تذکرہ

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلَّذِیۡنَ یَتَرَبَّصُوۡنَ بِکُمۡ ۚ فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ فَتۡحٌ مِّنَ اللّٰہِ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَکُنۡ مَّعَکُمۡ ۫ۖ وَ اِنۡ کَانَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نَصِیۡبٌ ۙ قَالُوۡۤا اَلَمۡ نَسۡتَحۡوِذۡ عَلَیۡکُمۡ وَ نَمۡنَعۡکُمۡ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ فَاللّٰہُ یَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ وَ لَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰہُ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَبِیۡلًا ﴿۱۴۱﴾

(سورۃ النساء:۱۴۱)

ترجمۃ الآیات

یہ وہ لوگ ہیں جو تمھارے (انجام) کے منتظر رہتے ہیں۔ پھر اگر تمھیں اللہ کی طرف سے فتح و فیروزی حاصل ہوگئی تو کہتے ہیں کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو (فتح کا) کچھ حصہ مل گیا تو (کافروں سے) کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں آنے لگے تھے؟ اور کیا ہم نے تمھیں مُسلمانوں سے نہیں بچایا؟ اب اللہ ہی قیامت کے دن تمھارے درمیان فیصلہ کرے گا، اور اللہ کبھی کافروں کے لیے مُسلمانوں پر غالب آنے کا کوئی راستہ نہیں رکھے گا۔ (۱۴۱)

تفسیر الآیات

الذین یتربصون......الآیہ

اس آیت میں خدائے علیم و حکیم نے منافقوں کی دوغلی پالیسی اور دورنگی چال ڈھال کی بڑے دلکش انداز میں تصویر کشی کی ہے کہ جب مُسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان جنگ چھڑ جاتی تھی تو منافقوں کی حالت زار دیدنی ہوتی تھی۔ وہ بظاہر تو اہلِ اسلام کی نصرت کی خاطر ان کے ساتھ نکلتے تھے۔ مگر بباطن ان کا مطمحِ نظر دھوکا دہی اور مُسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنا ہوتا تھا۔ بایں ہمہ وہ اس انتظار میں رہتے کہ میدان کارزار میں کس فریق کا پلہ بھاری ہے؟ پس اگر مُسلمانوں کو فتح ہوجاتی تو یہ ان سے یہ کہہ کر کہ کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے؟ مالِ غنیمت میں سے اپنے حصّے کا مطالبہ کرتے۔ اور اگر کافروں کو کامیابی میں کچھ حصہ مل جاتا تو یہ ان سے کہتے: کیا ہم تم پر غالب نہیں آنے لگے تھے؟ اور کیا ہم نے تمھیں مُسلمانوں سے نہیں بچایا؟ لہٰذا تمھاری اس کامیابی میں ہمارا بھی حصّہ ہے۔

ہر دور کے مُنافقوں کی روش

ہر دور کے منافقوں، ابن الوقتوں اور مفاد پرستوں کا یہی شیوہ و شعار رہا ہے، اور ہمیشہ یہی رہے گا کہ: "چلو اُدھر کو، ہوا ہو جدھر کی" چڑھتے سورج کی پرستش کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے۔ اور ہر ڈوبنے والے آفتاب سے مُنھ موڑنا، ان کا شعار ہوتا ہے۔

ملک میں جو سیاسی جماعت کامیاب ہوکر اقتدار پر

قابض ہوجائے تو اسے سلام کرنے اور مبارک دینے میں سب سے پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اور وزارتوں کی خاطر پروانے کی طرح ان کی کوٹھیوں کا طواف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور جب اس کے اقتدار کا سورج غروب ہوجائے، تو وہ اس طرح وہاں سے غائب غلہ ہوجاتے ہیں جیسے گدھے سے سر سے سینگ۔ اس سلسلہ میں ان کی نگاہ میں کفر واسلام اور نیکی وعصیان میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ بقول حضرت امیر علیہ السلام ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ:

اعد ولکل حق باطلا ولکل قائم قائلا ولکل باب مفتاحا ولکل لیل مصباحا

ان کے پاس ہر حق کے بالمقابل باطل، ہر ثابت کے بالمقابل زائل اور ان کے پاس ہر دروازے کے لیے کنجی اور ہر رات کے لیے چراغ ہوتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

دعا ہے کہ خداوند عالم ہم سب کو آستین کے ایسے سانپوں سے بچائے۔ قیامت کے دن اللہ ان کے اور تمھارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ وہو احکم الحاکمین

ولن یجعل اللہ ......الآیہ

اہل ایمان کی سر بلندی کا خدائی وعدہ

اللہ کا اہلِ ایمان سے پختہ وعدہ ہے کہ: انتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ اگر تم نے ایمان سے مُنھ نہ موڑا تو تم ضرور سربلند ہوکر رہوگے۔ (اور دنیا پست) تم حاکم بن کے رہوگے (اور دنیا محکوم) و ان اللہ لا یخلف المیعاد (اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا) لہٰذا یہ بات یقینی ہے کہ اگر مُسلمان خود قانون اسلام اور ایمان سے مُنھ نہ موڑیں اور فتح وشکست کے قانونِ قدرت کو نہ توڑیں، اور ذلت و رسوائی اور شکست و پسپائی کے اسباب خود اکٹھے نہ کریں، تو دنیائے کفر وشرک کی کوئی طاقت مُسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتی۔

انھیں جب بھی اور جہاں بھی کفار کے مقابلہ میں شکست ہوئی ہے، تو ان کے اتحاد کا دامن چھوڑنے، انتشار کا شکار ہونے، اور وسائل حرب وضرب مہیا نہ کرنے کی وجہ سے اور جنگ کے لیے پوری طرح مُستعد نہ ہونے کی وجہ سے۔

سچ ہے:

ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

یعنی: (اقبالؒ کے الفاظ میں)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

☆

از ما است کہ بر ما است
و ما ربك یرید ظلمًا للعباد

☆

اس آیت سے استنباط کردہ چند احکام

فقہاء اسلام نے اس آیت مبارکہ: "اللہ کبھی کافروں کے لیے مُسلمانوں پر غالب آنے کا کوئی راستہ نہیں رکھے گا" سے کئی احکام استنباط کیے ہیں۔ مثلاً:

① یہ کہ جب کسی بچہ کا باپ مُسلمان ہو، اور ماں غیر مُسلمان (زن کتابیہ) تو ماں کو بچہ کی تعلیم و تربیت کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ بچہ اسلام میں اپنے باپ کے تابع ہوگا۔

باب الحدیث

ورع و تقویٰ اختیار کرنے کی فضیلت

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

"ورع" کا مفہوم یہ ہے کہ: "ہر قسم کے گناہوں سے دامن کو بچایا جائے"۔

---

① ابن ہلال ثقفی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کئی سالوں کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اس لیے مجھے کچھ نصیحت فرمائیں، جس سے میں فائدہ اٹھاؤں۔ امامؑ نے فرمایا: میں تمھیں ورع و تقویٰ اور نیک عمل بجالانے میں جدو جہد کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس عملی جدو جہد کا کوئی فائدہ نہیں جس میں ورع نہ ہو۔ (اصول کافی)

② ابن حکیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے: اللہ سے ڈرو، اور اپنے دین کی ورع سے حفاظت کرو۔ (اصول کافی)

③ نیز انہی حضرت سے مروی ہے، فرمایا: جو کچھ خدا کے پاس (اجر وثواب) ہے وہ ورع اختیار کیے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ (اصول کافی)

④ فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سب سے زیادہ سخت عبادت ورع ہے۔ (اصول کافی)

⑤ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ: اے فرزند آدم! جو چیزیں میں نے حرام قرار دی ہیں، ان سے اجتناب کر، تو پھر تُو سب لوگوں سے زیادہ پرہیزگار بن جائے گا۔ (اصول کافی) وفیہ کفایۃ لمن لہ ادنی درایۃ

باب المسائل

سائل عامر رضا.......رضائی شاہ بھکر

سوال نمبر۱: خدا کے بارے میں مت سوچو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ کچھ لوگ زیادہ سوچتے ہیں، کوئی ایسی دلیل فرمائیں جس کی وجہ سے یہ سوال نہ اٹھے۔

الجواب: باسمہ سبحانہ! کوئی مصنوع بغیر صانع کے اور کوئی مکان بغیر بانی کے اور کوئی اثر بغیر موثر کے وجود میں نہیں آسکتا۔ لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ اس کائنات کا کوئی خالق اور مالک اور مدبر ہے۔ اس کو ہم خدا کہتے ہیں اور یہ بات بدیہی ہے اور یہی اجمالی عقیدہ رکھنا کافی ہے۔ اس سے زیادہ باریکی میں جانا ممنوع ہے۔ کیونکہ اس سے حیرانی و پریشانی پیدا ہوتی ہے۔

سوال نمبر۲: ہمارے ہاں لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص مجلس حسینؑ میں پیسے طے کر کے آئے اس کی مجلس سننے کا ثواب نہیں ہے۔ وضاحت فرمائیں۔

الجواب: باسمہ سبحانہ! مجلس کی اجرت طے کرنا اور کرانا حرام ہے۔ لہٰذا تاجرانِ خونِ حسینؑ کی حوصلہ شکنی لازم ہے۔

سوال نمبر۳: زنجیر سازی اور خونی ماتم کے بارے میں نوجوان سوال کرتے ہیں، وضاحت فرمائیں۔

الجواب: باسمہ سبحانہ! ارشادِ قدرت ہے: "ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ یہ جان اللہ امانت ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر امانت میں خیانت کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا جس کام سے جان کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو اس سے اجتناب لازم ہے۔

سوال نمبر۴: نماز میں "علیٌّ ولیُّ اللہ" کا پڑھنا آج کل اہم مسئلہ ہے، وضاحت فرمائیں۔

الجواب: باسمہ سبحانہ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: نماز پڑھو۔ اور نبیؐ فرماتے ہیں نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ چونکہ نبیؐ سے لے کر بارھویں امامؑ تک کسی بزرگوار نے نماز میں شہادت ثالثہ نہیں پڑھی، لہٰذا ہم بھی نہیں پڑھ سکتے۔

سوال نمبر۵: کیا زندہ انسان کو امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت ہو سکتی ہے؟

الجواب: باسمہ سبحانہ! زمانہ غیبت کبریٰ میں زیارت ہو سکتی ہے لیکن ملاقات کا دعویٰ کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

سوال نمبر۶: حرام زادہ جنت میں جائے گا یا نہ؟

الجواب: باسمہ سبحانہ! یہ بات جو مشہور ہے، غلط ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ولد الزنا نیکی کرے تو خدا اسے جزائے خیر دے گا۔ اور یہی

عدل خداوندی کا تقاضا ہے۔ اب خدا بہتر جانتا ہے کہ اسے یہ جزا کہاں رکھ کر دے گا۔

سوال نمبر۷: ایسا عمل بتائیں جس کی وجہ سے ہم نیک کاموں کی طرف مائل ہوجائیں اور گناہوں سے بچ جائیں

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! اگر خداوند عالم کو خدا تسلیم کیا جائے اور یہ بھی یقین ہو کہ وہ حاضر و ناظر ہے اور بندہ جو نیکی یا بدی کرتا ہے خدا دیکھتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے تو ایسا شخص گناہ نہیں کرسکتا۔

سوال نمبر۸: کیا "۷۸۶" بسم اللہ کا عدد ہے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! ہاں مشہور یہی ہے...... مگر یہ "بسم اللہ" کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔

سوال نمبر۹: خدا کی محبت کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! جس قدر خدا کے انعامات و احسانات پر غور و فکر کیا جائے اتنا ہی مُنعم و محسن سے محبت بڑھتی ہے۔

سوال نمبر۱۰: کیا تقلید اسلام میں واجب ہے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! ایک مُسلمان کے لیے اسلامی احکام پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور ان احکام کے معلُوم کرنے کے تین طریقے ہیں۔

① اجتہاد ② تقلید ③ احتیاط۔

سوال نمبر۱۱: تقلید کا مقصد اور عقائد پر روشنی ڈالیں۔

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! تقلید کا مطلب اسلامی احکام شریعت کا معلُوم کرنا اور ان پر عمل کر کے اپنی نجات کا سامان مہیا کرنا ہے اور صحیح عقیدہ رکھنا اور صحیح عقائد معلُوم کرنا جو مومن کے لیے واجب و لازم ہے۔

سوال نمبر۱۲: پردہ کرنا عورتوں کے لیے یعنی کن کن شخصیات سے عورتیں پردہ کریں؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! جن رشتہ داروں کا آپس میں عقد و ازدواج نہیں ہوسکتا، ان کو محارم کہا جاتا ہے، لہٰذا ان سے پردہ واجب نہیں ہے۔ لیکن وہ لڑکا لڑکی جن سے نکاح ہوسکتا ہے، ان سے پردہ کرنا واجب ہے۔

سوال نمبر۱۳: عورت کو کونسی جگہ ڈھانپ کر رکھنی چاہیے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! سارے جسم کا پردہ واجب ہے۔

سوال نمبر۱۴: اگر عورت نامحرم مردوں سے پردہ نہیں کرتی تو مردوں کے لیے کیا لازم ہے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! پردہ واجب ہے، مرد اپنی نگاہ نیچی رکھے اور نگاہ پھاڑ پھاڑ کر اسے نہ دیکھے۔

سوال نمبر۱۵: ولایت فقیہ سے کیا مراد ہے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! غیبت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے دور میں مسائل شرعیہ اور احکام دینیہ علماء و فقہاء سے ہی دریافت کرنا ہیں، اور یہ انہی کا منصب و مقام ہے۔

سائل: جاوید عباس...... مغل پورہ لاہور

سوال نمبر۱: مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ ہر شب جمعہ مومنوں کے اعمال امام زمانہؑ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ وضاحت فرمائیں۔

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! ہاں، یہ حقیقت روایات میں وارد ہے، بلکہ ہر روز بھی وارد ہے۔

سوال نمبر۲: اکثر مولوی صاحبان بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جبرائیلؑ کے استاد ہیں۔ وضاحت فرمائیں۔

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! بعض اخبار و آثار کے مطابق حضرت امیرؑ نے جبرائیلؑ کو معرفت توحید پڑھائی۔ (انوار نعمانیہ)

سوال نمبر۳: اکثر اہل منبر اور لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ رزق اپنے ہاتھ سے بانٹتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! یہ بالکل غلط ہے اور قرآن اور خود حضرت علی علیہ السلام کے فرمان کے خلاف ہے۔ خدا ہی خالق و رازق ہے۔ لا شریک لہ۔

سوال نمبر۴: ذاکرین و واعظین بیان کرتے ہیں کہ شبِ معراج حضرت علیؑ بھی عرش پر موجود تھے۔ حضرت علیؑ کی انگوٹھی والا ہاتھ آنحضورؐ نے پہچان لیا تھا۔ وضاحت فرمائیں۔

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! اس بات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ خدا نے صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بلایا تھا، اور حضرت رسولِ خداؐ حضرت امیر علیہ السلام کو زمین پر حجّت خدا کے طور پر چھوڑ کر آسمان پر گئے تھے۔ کیونکہ حجت خدا سے زمین خالی نہیں ہوسکتی، ورنہ پانی میں دھنس جائے۔

سوال نمبر۵: اکثر مولوی حضرات اور ذاکرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک وقت میں چالیس گھروں سے کھانا کھایا۔ کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! یہ داستان بالکل بے بنیاد ہے۔ ایسی کوئی قابل اعتماد روایت موجود نہیں ہے۔ ویسے عقلاً بھی یہ بات محال و ناممکن ہے۔ کیونکہ جسم خواہ نوری ہو یا انسانی، ایک وقت میں ایک ہی جگہ پر ہوسکتا ہے۔ جب وہاں سے منتقل ہوگا تو پہلی جگہ خالی ہوگی اور دوسری پُر۔

سائل: محمد جاوید خان...... ماچھیوال ضلع جھنگ

سوال نمبر۱: واقعہ کربلا میں لشکر حسینؑ کے پاس کس رنگ کا علم تھا؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! یہ ٹھیک ہے کہ کربلا میں عام غزوات کی طرح سرکار وفا کا بھی علم تھا۔ مگر اس کا رنگ کیا تھا، اس پر کبھی غور نہیں کیا، نہ ہی اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔

سوال نمبر۲: کیا پیروں سے تعویذ لینا جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو کس قسم کے تعویذ جائز ہیں؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! صرف وہ تعویز جائز ہیں جو محمد و آلِ محمد علیہم السلام سے منقول اور مروی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی بھی پیر فقیر سے تعویذ لینا اور اس پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''بعض التمائم شرک''۔ یعنی بعض تعویذات شرک ہوتے ہیں۔ (بحار و وسائل الشیعہ)

سوال نمبر۳: کیا گانوں کی طرز پر نوحے قصیدے مرثیے سننا جائز ہے؟

الجواب: باسمہٖ سبحانہ! جس قسم کی آواز کو اہل فن (گانے بجانے والے لوگ) غنا کہیں وہ حرام ہے۔ خواہ قرآن میں ہو یا اذان میں یا نعتِ رسولؐ میں ہو یا قصیدہ، نوحہ اور مرثیہ میں ہو، بلکہ ان اچھے کاموں میں غنا کا عقاب زیادہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۴: کیا یہ حدیث درست ہے کہ: '' میری امت کے تہتّر (۷۳) فرقے ہوں گے، ان میں سے ایک جنتی اور باقی جہنّمی'' ۔ اس میں فرقہ سے مُراد مسلک ہے یا گروہ؟ وضاحت فرمائیں ۔

الجواب: باسمہٖ سُبحانہ! یہ حدیث درست ہے، تمام مسالک وفرق اسلام کا اتفاق ۔ مگر ناجی فرقہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا ہر فرد جنتی ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی جنّت میں جائے گا اس کا تعلّق اسی فرقۂ ناجیہ سے ہوگا، وبس ۔

سوال نمبر ۵: آیت الکرسی ''ھوالعلی العظیم'' تک ہے، یا ''ھُم فیھا خالدون'' تک؟ وضاحت فرمائیں ۔

الجواب: باسمہٖ سُبحانہ! آیت الکرسی ''ھوالعلی العظیم'' تک ہے ۔ ''ھم فیھا خالدون'' تک تین آیات بنتی ہیں ۔ لہٰذا جب تک '' خالدون '' تک پڑھنے کی وضاحت نہ ہو جیسے نماز وحشتِ قبر ۔ اس کے علاوہ صرف '' وھوالعلی العظیم '' تک پڑھنا کافی ہے ۔

سوال نمبر ۶: شرک کے متعلّق تمام اقسام کی وضاحت فرمائیں ۔

الجواب: باسمہٖ سُبحانہ! شرک ایک نا قابل معافی جرم ہے، جیسا کہ ارشادِ قدرت ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (سورۃ النساء:۴۶) ''اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائے گا'' ۔ اس کی دو بڑی قسمیں یہ ہیں: ① شرک جلی ② شرک خفی ۔ اور اس کی چار قسمیں ہیں ۔ اس کی تفصیل ''اصلاح الرسوم'' میں دیکھیں ۔

سوال نمبر ۷: سیرت معصومین علیھم السلام پر ''احسن المقال'' (شیخ عباس قمی) مستند ہے یا نہ؟ آپ اس موضوع کو لکھ کر قوم پر احسان فرمائیں ۔

الجواب: باسمہٖ سُبحانہ! ہاں! ''منتھی الآمال'' کا ترجمہ ''احسن المقال'' مجموعی طور پر قابل اعتبار کتاب ہے واقعات کربلا پر ہماری کتاب ''سعادت الدارین'' موجود ہے ۔ باقی ائمہؑ کی سیرت پر کافی کتب موجود ہیں ہر زبان میں ۔ لہٰذا اس کی فرصت نہیں ہے ۔

سوال نمبر ۸: اویس رضا کے کیا معنی ہیں؟ یہ میرے بیٹے کا نام ہے ۔

الجواب: باسمہٖ سُبحانہ! نام میں معنی کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا ۔ پس اتنا کافی ہے کہ اویس رضا کا پہلا حصّہ حضرت اویس قرنی کے نام پر مشتمل ہے اور دوسرا حصّہ امام رضا علیہ السلام کا لقب ہے ۔

سوال نمبر ۹: استخارہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس کا طریقہ کار کیا ہے؟

الجواب: باسمہٖ سُبحانہ! استخارہ شریعت میں جائز ہے ۔ مگر اس کا تیسرا نمبر ہے ۔

① پہلے نمبر پر عقل ہے کہ کسی معاملہ کے جملہ پہلوؤں پر غور کر کے فیصلہ کیا جائے ۔

② دوسرے نمبر پر مشورہ ہے کہ اس معاملہ کے بارے میں سمجھ دار دیندار لوگوں سے مشورہ کر لیا جائے ۔

③ اگر اس طرح بھی معاملہ طے نہ ہو تو پھر تیسرے نمبر پر استخارہ جس کے مُختلف طریقے ہیں ۔ ① تسبیح پر، ② قرآن پر ۔ تفصیل ''مفاتیح الجنان'' سے دیکھی جاسکتی ہے ۔

باب المتفرقات

دُنیا و دُنیا پرستی

تحریر: کاظم سعید پور مترجم: علامہ اقبال حسین مقصُود پوری

قرآن مجید میں ہے:

و ما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو و لعب و ان الدار الاخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون (عنکبوت: ۶۴)

اور یہ دنیا کی زندگی تو لہو ولعب ہے، جبکہ دارِ آخرت زندگی ہی زندگی ہے۔ اگر تم کو خبر ہو۔

فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا (لقمان: ۳۳)

اور تمھیں دنیا کی زندگی دھوکا نہ دے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حب الدنیا اصل کل معصیۃ و اول کل ذنب

دنیا کی محبّت ہر برائی کی جڑ اور ہر گناہ کی ابتداء ہوتی ہے۔ (میزان الحکمۃ ۵۸۱۶)

یہ دنیا آخرت کے راستے کی پل ہے۔ (شیخ سعدی)

دنیا آزمائش کی جگہ ہے آسائش کی نہیں۔ (ایضًا)

اے دل اس دنیا کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ اس سے پریشانی ملتی ہے۔ (شیخ بہائی)

دنیا کی محبّت ہر خطا کی بنیاد ہے۔ (شیخ بہائی)

دنیا کے طلب گار آخرت سے محروم رہتے ہیں۔ (اوحدی)

ہاتھوں میں راز

ذوالقرنین سکندر نے موت کے وقت وصیّت کی جب میرا جنازہ اٹھایا جائے تو میرے دونوں ہاتھوں کو میرے جنازے کے کفن سے باہر نکال دیا جائے، جنھیں دیکھنے والے دیکھیں۔

اس کی وفات کے بعد اس کی وصیّت پر عمل کیا گیا اور اس کے دونوں ہاتھ کفن سے باہر نکال دیے گئے۔ اس کے جنازہ کے ساتھ چلنے والے سب لوگ اس کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھتے لیکن کسی کو بھی معلُوم نہ تھا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ ایک دانا سے پوچھا گیا تو اس عارف نے اس راز سے پردہ اٹھایا۔ اس وصیّت کا مقصد ہمیں یہ بات سمجھانا ہے۔ غور سے دیکھو سکندر جیسا شخص بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہے۔ وہ اس دنیا کے مال وخزانوں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لے جا رہا ہے۔

دنیا کی شکل

اس دنیا میں اڑھائی ہزار سال عمر گزارنے والے نبی حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت روح الامین جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا: اے انبیاء میں سے درازترین عمر گزارنے والے نبی! آپ نے اس دنیا کو

کیسا پایا۔ آپ کا اس دنیا کے بارے میں کیا نظریہ ہے؟

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: میں نے دنیا کو اس گھر کی مانند پایا ہے، جس کے دو دروازے ہیں۔ میں اس کے ایک دروازے سے داخل ہوا ہوں اور دوسرے دروازے سے نکل گیا ہوں۔ (معراج السعادۃ صفحہ ۲۵۸)

عبرت آمیز باتیں

یونان کے وسیع اقتدار کے آنجہانی فاتح سکندر کی جب وفات ہوئی تو اس کے میت کو طلائی تابوت میں رکھا گیا۔ اس کے جنازہ میں یونانی دانشور حکماء بھی شریک تھے۔ سبھی دانا باری باری اس کے جنازہ کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے اور اس کے طلائی تابوت پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس سے مخاطب ہو کر اس کے جنازہ پر عبرت انگیز باتیں بیان کیں۔

☆ پہلے نے اس طرح بیان کیا: یہ بادشاہ اس سے قبل سونے کو چھپاتا تھا، لیکن آج سونے نے اس کو چھپا رکھا ہے۔

☆ دوسرے نے کہا: وہ پوری روئے زمین پر سے گزرا، ہر جگہ چڑھائی کی اور قبضہ کر کے اسے اپنی مملکت کا حصّہ بنایا۔ لیکن اسے اس پوری دنیا سے صرف چند بالشت زمین قبر کے لیے نصیب ہوئی۔

☆ تیسرے نے کہا: دیکھو زندگی کے میٹھے خواب کس طرح رُک گئے، اور آسائش و عیش و عشرت کا سایہ کیسے زائل ہوگیا۔

☆ چوتھا بولا: اے سکندر! اس وقت آپ کو اپنے ایک ہاتھ ہلانے کی طاقت بھی نہیں ہے، جبکہ تیری تاریخ بتاتی ہے کہ تو نے ایک ہاتھ سے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

☆ پانچویں نے کہا: سکندر تجھے اتنی وسیع دنیا تنگ اور چھوٹی نظر آتی تھی، تو ہمیشہ دائرہ مملکت کو وسعت دینے کی کوششوں میں مصروف رہا، لیکن آج تو اپنی چھوٹی سی قبر کی تنگ و تاریک کوٹھڑی سے گریز پر قادر نہیں ہے۔

☆ چھٹا بولا: اس مرنے والے نے کثیر تعداد میں انسانوں کا صرف اس خیال سے قتل عام کیا کہ اس کی زندگی کو خطرہ نہ ہو۔ خود زندہ رہے، لیکن بالآخر خود بھی زندہ نہ رہ سکا۔

☆ ساتویں نے اس طرح اظہارِ خیال کیا: تیرا کل کا تکبّر اور آج کی تواضع کس قدر برے ہیں۔ کیونکہ تواضع اگرچہ قابلِ ستائش ہے لیکن جب اختیاری ہو۔ تیری تواضع مجبوری بن گئی ہے۔

☆ آٹھواں خطاب سکندر کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونے والے ایرانی بادشاہ دارا کی بیٹی کا تھا: میرے لیے یہ خیال ممکن ہی نہ تھا کہ میرے طاقتور باپ کو شکست دینے والا اقوی بادشاہ بھی اس قدر بے چارہ اور مغلوب نظر آئے گا۔

☆ نواں خطاب سکندر کے دسترخوان کے باورچیوں کے افسر کا تھا: میں نے عمدہ عمدہ چیزیں دسترخوان پر سجائیں۔ تیرے تکیے بنا کر رکھے، قسم و انواع کے کھانے دسترخوان پر لگائے، لیکن کیا فائدہ جب محفل کا صدر نشین ہی نہ رہا۔

عزمِ جہانگیری

ذوالقرنین سکندر جب جہانگیری مملکت کشائی کے لیے سوچنے کی حالت میں ہوتا تو اس کی پیشانی سے تفکر کے آثار نمایاں ہوتے۔ اس کی طبیعت کی بے چینی کی حالت اس ارادے کا پتا دیتی۔ ایک بار ایسی حالت کے مشاہدہ پر اس کے وزیر ارسطو نے عرض کیا: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج آپ کی طبیعت پر جو افسردگی کی کیفیّت طاری ہے اس کا سبب کیا ہے؟

سکندر نے جواب دیا: میں جب گہرا سوچتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ یہ چھوٹی سی زندگی اور دنیا کا یہ حقیر سا میدان اس قابل نہیں ہے کہ میں چڑھائی کر کے اسے تسخیر کرنے میں زندگی بسر کر دوں۔ مجھے اپنے آپ میں شرم محسوس ہوتی ہے کہ اپنی ساری ہمت و توانائی اسی فانی دنیا کے حصول میں صرف کر دوں۔

ارسطو نے عرض کیا

آپ صحیح فرماتے ہیں کہ اس ناچیز جنس کی آپ کی بلند ہمتی کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ عالم بقاء کی مملکت کی وسعت کو اس دنیا کے عالم فناء کے ساتھ ضمیمہ کر دیا جائے۔

(درس ہائے از تاریخ صفحہ ۳۷۲)

شوق میں رُکاوٹ

ایک شخص نے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: ''رسولِ خدا! مجھے سمجھائیں آخر کیونکر ہمیں موت کی آغوش میں جانے کا شوق نہیں؟''۔

آپؐ نے فرمایا: ''اپنے مال اپنے آگے بھیجنا شروع کر دو۔ کیونکہ ہر شخص کا دل اس کے مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو مال آگے روانہ کرتا ہے، وہ اس طرف جلدی جانا پسند کرتا ہے، تاکہ اپنے مال کے پاس جلدی پہنچ جائے۔ اور اگر کسی جگہ جمع کر رکھا ہو تو پسند کرتا ہے اسی کے پاس ٹھہرا رہے''۔ (درس ہائے از تاریخ صفحہ ۹۷۰)

شرِّ دُنیا

جناب شیخ بہائیؒ نے روایت کی ہے کہ تورات میں خداوند متعال فرماتا ہے: اے فرزند آدم! ہر روز میں تیرے لیے تازہ پاکیزہ روزی بھیجتا ہوں لیکن جب شام ہوتی ہے تو میرے ملائکہ تیرے برے اعمال کا مجموعہ لے کر لوٹتے ہیں۔ میری طرف سے ہمیشہ تیرے لیے خیر و خوبی نازل ہوتی ہے اور تیری طرف سے شر و برائی میرے سامنے آتی ہے۔

اے فرزند آدم! تو میرے لیے اسی قدر اطاعت گزار بن جتنا تو میرا محتاج ہے اور آتش جہنم کی برداشت کی حد تک میری نافرمانی کر۔ دنیا کے لیے اسی قدر کام کر جتنا تجھے دنیا میں رہنا ہے۔ اور آخرت کے لیے بھی اتنا کام کر جتنا تجھے وہاں رہنا ہوگا۔ اس میں اپنی رہنے کی مقدار کے مطابق زاد و توشہ اکٹھا کر۔

اے فرزند آدم! اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے۔ کیونکہ میری اور دنیا کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔

قصر جاوید

بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے بھاری اخراجات کے ساتھ کثیر اموال خرچ کر کے ایک نہایت ہی قابلِ

دید اور عالی شان محل تعمیر کروایا۔ محل کے مکمل ہونے پر اعلان عام ہوا کہ محل کا نظارہ کیا جائے اور اگر کسی کی نظر میں اس محل میں کوئی نقص موجود ہو تو اطلاع دے۔

کسی نے بھی اس میں کوئی عیب نہ نکالا۔ البتہ تین خدا پرست افراد نے اس کی عارفانہ رہنمائی کرتے ہوئے اسے اس کے ایک ایسے عیب سے آگاہ کیا جو ناقابلِ ترمیم تھا۔ انھوں نے بادشاہ سے کہا:

اے بادشاہ! اس محل کا عیب یہ ہے کہ اس کا مالک بھی مرجائے گا، اور یہ محل بھی خراب ہوجائے گا۔

بادشاہ پر یہ سن کر بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور اس نے ان سے پوچھا: اچھا تو پھر تم کوئی ایسا محل بتا سکتے ہوں جو کبھی خراب نہ ہوتا ہو۔

انھوں نے کہا: ہاں ایک ایسا محل ہم آپ کو بتا سکتے ہیں جو کبھی خراب نہیں ہوگا، یہ صفت بہشتی محلوں کی ہے جو کبھی خراب نہیں ہوں گے۔

بادشاہ کے دل پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ امور سلطنت کو خیر باد کہا، اور انہی تین خدا پرست نیک سیرت افراد کے ساتھ عبادتِ خدا میں مصروف عمل ہوگیا۔ اور پھر مخفی طور پر ان سے بھی جدا ہو کر کسی نا معلوم مقام کی طرف ہجرت کر گیا۔

اتفاق سے کسی جگہ اسے کسی آشنا نے پہچان کر پوچھا:

آپ نے اپنی سابقہ روش میں ساری تبدیلی کیونکر کی، اور پھر اپنے وطن کو چھوڑ کر غریب الدیار کیوں ہوئے؟

اس نے جواب دیا: میرا دل چاہتا ہے کہ میں کسی ایسی جگہ سکونت اختیار کروں جہاں میرے خالق کے سوا مجھے کوئی جاننے والا نہ ہو۔ وطن میں میرے جاننے والے تھے اور وہ میرا حد درجہ احترام کرتے تھے، اس لیے میں نے ہجرت کرنا بہتر سمجھا۔

جواہر بھرا کھانا

ذوالقرنین سکندر نے اپنے فتح البلاد کے سلسلہ میں روئے زمین پر گردش کے دوران جب چین کا رُخ کیا، اور چین کے دارالخلافہ پر چڑھائی کر کے اس کا محاصرہ کیا تو اس کے پاس ایک عام شخص کے لباس میں ایک آدمی آیا، اور کہا: میں چین کے بادشاہ کا قاصد ہوں۔ آپ کے لیے ایک خاص پیغام لایا ہوں۔

سکندر نے خلوت میں اس سے ملاقات کرنے پر آمادگی ظاہر کردی۔ تنہائی کی ملاقات میں اس شخص نے سکندر کو بتایا کہ وہ کوئی ایلچی نہیں بلکہ وہ خود چین کا بادشاہ ہے۔

سکندر نے پوچھا: تو کیا آپ کو خوف نہیں ہوا کہ آپ نے بتا دیا۔

چینی بادشاہ نے کہا: نہیں۔ چونکہ میری معلومات میں آپ ایک عقل مند شخص ہیں، اور عقلمند لوگ بیہودہ کاموں سے گریز کرتے ہیں۔ اور میرے ملک کی فتح کے لیے صرف میرے قتل سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔ اس لیے کہ میرے بعد بہت سارے عمدہ قابلیّت کے میرے جانشین موجود ہیں۔

سکندر کو جب اس کی باتوں سے اس کی دانائی و عقل مندی کا احساس ہوا تو کہا: اچھا تو ہم آپ کے ساتھ صلح کرنے پر آمادہ ہیں۔ جس کے شرائط میں آپ کا چین کے ملک کا تین سالہ خراج ہمیں دینا ہوگا۔ لیکن چینی بادشاہ نے اپنے حسن تدبر اور محبّت آمیز لہجہ کی درخواست

کے ذریعہ سکندر کو ششماہہ خراج پر راضی کرلیا۔ سکندر نے اسی سابقہ چینی بادشاہ کو چین کی حکومت کے لیے برقرار رکھنے پر بھی رضامندی ظاہر کردی۔

واپس جاتے ہوئے چینی بادشاہ نے سکندر سے اپنے سرکردہ لشکری افسران کے ساتھ ایک ظہرانے کے لیے درخواست کی جو سکندر نے قبول کرلی۔

دوسرے روز سکندر جب ظہرانے کے لیے چینی شاہی محل کی طرف آنے لگا تو چینی بادشاہ نے ایک کثیر تعداد مسلح لشکر کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

سکندر کو ابتداء میں تو ایسا ماحول دیکھ کر وحشت ہوئی اور اسے خیال گزرا کہ شاید ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ سکندر نے بادشاہ کو آواز دی: کہا ہمارے ساتھ دھوکا کرنا چاہتے ہو۔ لیکن جب چینی بادشاہ نے کہا کہ نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔ میں تو جناب کو صرف اس لیے اپنے لشکر دکھا رہا ہوں کہ آپ کو یہ خیال نہ گزرے کہ میں گزشتہ شب عاجزی کی وجہ سے آپ کے پاس آیا تھا۔ میں اگرچہ اسلحہ اور فوج کے لحاظ سے آپ سے کہیں زیادہ تھا، لیکن مجھے خون ریزی کرنا اچھا محسوس نہیں ہوا۔ میں نے کوشش کی کہ جہاں تک ہو سکے خون ریزی سے گریز کیا جائے۔

پھر اس نے آگے بڑھ کر انتہائی احترام کے ساتھ سکندر کو گھوڑے سے خود اتارا۔ اپنے لشکر اور سکندر کے ساتھ ساتھیوں کو ایک کشادہ دسترخوان پر کھانا دیا۔ اور سکندر کے لیے ایک خُصُوصی علیحدہ دسترخوان لگانے کا انتظام کیا۔ سکندر نے دیکھا کہ تمام برتن ایسے ہیروں اور جواہرات سے بھرے ہیں جو آج تک سکندر کی نظروں سے نہیں گزرے تھے۔

چینی بادشاہ نے سکندر سے کہا: شروع کریں، تناول فرمائیں۔ مگر سکندر نے کہا: یہ ہیرے جواہر تو میری خوراک نہیں ہے۔

چینی بادشاہ نے کہا: میں معذرت چاہتا ہوں، ہمارا خیال تھا کہ شاید آپ نادر و نایاب جواہرات کو اپنی خوراک قرار دیتے ہیں۔ اسی لیے یونان اور روم سے ادھر آئے ہیں۔ ورنہ روٹی اور چاول کی تو ادھر بھی کوئی کمی نہ تھی۔ اتنا لمبا سفر آپ نے کیا۔

دنیا چیونٹی کی نظر میں

ایک دن حضرت سُلیمان علیہ السلام اپنے وزراء و مملکت کے رؤساء کے ہمراہ اپنے دربار میں تخت نشین تھے کہ ادھر سے ایک چیونٹی کا گزر ہوا۔ چیونٹی نے آپ سے ایک سوال کیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں آپ کو کونسی مُنفرد نعمت و کرامت سے نوازا ہے؟

حضرت سُلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ہوا کو میرے لیے تابع کردیا ہے۔

چیونٹی نے عرض کیا: اے حضرت سُلیمانؑ! کیا آپ نے کبھی توجہ فرمائی ہے کہ اس میں کتنی عجیب و لطیف بات ہے کہ جو کچھ آپ کو اس مملکت سے امتیازی طور پر حاصل ہے۔ گویا وہ سب ہوا کی مانند ہے۔ آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کسی کے ہاتھوں میں ہوا باقی رہی ہو۔ بس آپ کے دنیاوی سلطنت کا حال بھی اسی طرح کا ہے۔

(داستانہائے کشف الاسرار صفحہ ۱۶۱)

Registered No. (G) H.C/722